معنی ہیں خدا کے آگے ذلت، انکساری، اطاعت اور بندگی کا اقرار۔ یہ اقرار تم کن الفاظ میں کرتے ہو، ذرا غور سے سنو:۔

اللھم انا نستعینک ونستغفرک ونؤمن بک ونتوکل علیک ونثنی علیک الخیر۔ "خدایا ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔ تجھ سے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں۔ تجھ پر ایمان لاتے ہیں تیرے ہی اوپر بھروسہ رکھتے ہیں، اور بھلائی کے ساتھ تیری تعریف کرتے ہیں" ونشکرک ولا نکفرک ونخلع ونترک من یفجرک "ہم تیرا شکر ادا کرتے ہیں۔ ناشکری نہیں کرتے۔ ہم اقرار کرتے ہیں کہ جو لوگ تیرے نافرمان ہیں ان سے تعلق چھوڑ دینگے اور کوئی واسطہ ان کے ساتھ نہ رکھینگے" اللھم ایاک نعبد ولک نصلی ونسجد والیک نسعیٰ ونحفد "خدایا ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تیرے ہی لیے نماز اور سجدہ کرتے ہیں اور ہماری ساری کوششیں اور ساری دوڑ دھوپ تیری ہی خوشنودی کے لیے ہے" ونرجو رحمتک ونخشیٰ عذابک ان عذابک بالکفار ملحق "اور ہم تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ یقیناً تیرا عذاب ایسے لوگوں پر پڑیگا جو کافر ہیں"۔

برادران اسلام! غور کرو، جو شخص دن میں پانچ مرتبہ اذان کی یہ آواز سنتا ہو اور سمجھتا ہو کہ کتنی بڑی چیز کی شہادت دی جارہی ہے، اور کیسے زبردست بادشاہ کے حضور میں بلایا جارہا ہے، اور جو شخص ہر مرتبہ اس پکار کو سن کر اپنے سارے کام کاج چھوڑ دے اور اس ذات پاک کی طرف دوڑے جسے وہ اپنا اور تمام کائنات کا مالک جانتا ہے، اور جو شخص کئی کئی بار نماز میں وہ ساری باتیں سمجھ بوجھ کر ادا کرے جو ابھی آپ کے سامنے میں نے بیان کی ہیں، کیونکر ممکن ہے کہ اسکے دل میں خدا کا خوف پیدا نہ ہو؟ اسکو خدا کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہوئے شرم نہ آئے؟ اسکی روح گناہوں اور بدکاریوں کے سیاہ دھبے لیکر بار بار خدا کے سامنے حاضر ہوتے

ہوئے لرز نہ اُٹھے ؟ کس طرح ممکن ہے کہ آدمی نماز میں خدا کی بندگی کا اقرار، اسکی اطاعت کا اقرار، اسکے مالک یوم الدین ہونے کا اقرار کر کے جب اپنے کام کاج کی طرف واپس آئے تو جھوٹ بولے، بے ایمانی کرے، لوگوں کے حق مارے، رشوت کھائے اور کھلائے، سود کھائے اور کھلائے، خدا کے بندوں کو آزار پہنچائے، فحش اور بے حیائی اور بدکاری کرے، اور پھر ان سب اعمال کا بوجھ لاد کر دوبارہ خدا کے سامنے حاضر ہونے اور انہی سب باتوں کا اقرار کرنے کی جرأت کر سکے ؟ ہاں ! یہ کیسے ممکن ہے کہ تم جان بوجھ کر خدا سے روزانہ چھتیس مرتبہ اقرار کرو کہ ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں، اور پھر خدا کے سوا دوسروں کی بندگی کرو اور دوسروں کے آگے مدد کے لیے ہاتھ پھیلاؤ ؟ ایک بار تم اقرار کر کے خلاف ورزی کرو گے تو دوسری مرتبہ خدا کے دربار میں جاتے ہوئے تمہارا ضمیر ملامت کریگا اور شرمندگی پیدا ہوگی۔ دوسری بار خلاف ورزی کرو گے تو اور زیادہ شرم آئیگی اور زیادہ دل اندر سے لعنت بھیجے گا۔ تمام عمر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ روزانہ پانچ پانچ مرتبہ نماز پڑھو اور پھر بھی تمہارے اعمال درست نہ ہوں، تمہارے اخلاق کی اصلاح نہ ہو، اور تمہاری زندگی کا رنگ نہ پلٹے ؟ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے نماز کی یہ خاصیت بیان فرمائی ہے کہ "ان الصلوٰۃ تنہیٰ عن الفحشاء والمنکر" یقیناً نماز انسان کو بے حیائی اور بدکاری سے روکتی ہے" لیکن اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ اتنی زبردست اصلاح کرنے والی چیز سے بھی اسکی اصلاح نہیں ہوتی تو یہ اسکی طینت کی خرابی ہے نماز کی خرابی نہیں۔ پانی اور صابن کی خاصیت میل کو صاف کرنا ہے۔ لیکن اگر کوئلے کی سیاہی اس سے دور نہ ہو تو یہ پانی اور صابن کا قصور نہیں، اسکی وجہ کوئلے کی اپنی سیاہی ہے۔

بھائیو! آپ کی نمازوں میں ایک بہت بڑی کمی ہے، اور وہ یہ ہے کہ آپ نماز میں جو کچھ پڑھتے ہیں اسکو سمجھتے نہیں۔ اگر آپ تھوڑا سا وقت صرف کریں تو ان ساری دعاؤں کا مطلب اردو یا اپنی مادری زبان میں یاد کر سکتے ہیں۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ جو کچھ آپ پڑھینگے اسے سمجھتے بھی جائینگے۔

نماز باجماعت

برادران اسلام! پچھلے خطبوں میں تو میں نے آپکے سامنے "صرف" نماز کے فائدے بیان کیے تھے جن سے آپ نے اندازہ کیا ہوگا کہ یہ عبادت بجائے خود کیسی زبردست چیز ہے، کس طرح انسان میں بندگی کا کمال پیدا کرتی ہے، اور کس طرح اسکو بندگی کا حق ادا کرنے کے قابل بناتی ہے۔ اب میں آپکو نماز باجماعت کے فائدے بتانا چاہتا ہوں جنہیں سن کر آپ اندازہ کرینگے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و احسان سے کس طرح ایک ہی چیز میں ہمارے لیے ساری نعمتیں جمع کردی ہیں۔ اول تو نماز خود ہی کیا کم تھی کہ اسکے ساتھ جماعت کا حکم دے کر اسکو دو آتشہ کردیا گیا، اور اسکے اندر وہ طاقت بھر دی گئی جو انسان کی کایا پلٹ دینے میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔

پہلے آپ سے کہہ چکا ہوں کہ زندگی میں ہر وقت اپنے آپ کو خدا کا بندہ سمجھنا، اور فرماں بردار غلام کی طرح مالک کی مرضی کا تابع بن کر رہنا، اور مالک کا حکم بجالانے کے لیے ہر وقت تیار رہنا اصلی عبادت ہے، اور نماز اسی عبادت کے لیے انسان کو تیار کرتی ہے۔ یہ بھی آپکو بتا چکا ہوں کہ اس عبادت کے لیے انسان میں جتنی صفات کی ضرورت ہے وہ سب نماز پیدا کرتی ہے۔ بندگی کا احساس خدا اور اسکے رسول اور اسکی کتاب پر ایمان۔ آخرت کا یقین۔ خدا کا خوف۔ خدا کو عالم الغیب جاننا اور اسکو ہر وقت اپنے سے قریب سمجھنا۔ خدا کی فرمانبرداری کے لیے ہر حال میں مستعد رہنا۔ خدا کے احکام سے واقف ہونا۔ یہ اور ایسی ہی تمام صفتیں نماز آدمی کے اندر پیدا کردیتی ہے جو اسکو صحیح معنوں میں خدا کا بندہ بنانے کے لیے ضروری ہیں۔

مگر آپ ذرا غور سے دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ انسان اپنی جگہ خواہ کتنا ہی کامل ہو، لیکن وہ خدا کی بندگی کا پورا حق ادا نہیں کر سکتا جب تک کہ دوسرے بندے بھی اسکے مددگار نہ ہوں خدا کے تمام احکام بجا نہیں لا سکتا جب تک کہ وہ بہت سے لوگ جنکے ساتھ رات دن اس کا رہنا سہنا ہے، جن سے ہر وقت اسکو معاملہ پیش آتا ہے، اس فرمانبرداری میں اس کا ساتھ نہ دیں۔ آدمی دنیا میں اکیلا تو پیدا نہیں ہوا ہے۔ نہ اکیلا رہ کر کوئی کام کر سکتا ہے۔ اسکی ساری زندگی اپنے بھائی بندوں، دوستوں اور ہمسایوں، معاملہ داروں اور زندگی کے بے شمار ساتھیوں سے ہزاروں قسم کے تعلقات میں جکڑی ہوئی ہے۔ اللہ کے احکام بھی تنہا ایک آدمی کے لیے نہیں ہیں بلکہ انہی تعلقات کو درست کرنے کے لیے ہیں۔ اب اگر یہ سب لوگ خدا کے احکام بجالانے میں ایک دوسرے کا ساتھ دیں اور ایک دوسرے کی مدد کریں، تب تو سب فرماں بردار بندے بن سکتے ہیں۔ اور اگر سب نافرمانی پر تلے ہوئے ہوں، یا انکے تعلقات اس قسم کے ہوں کہ وہ خدا کے احکام بجالانے میں ایک دوسرے کی مدد نہ کریں، تو ایک اکیلے آدمی کے لیے ناممکن ہے کہ وہ اپنی زندگی میں خدا کے قانون پر ٹھیک ٹھیک عمل کر سکے۔

اسکے ساتھ جب آپ قرآن کو غور سے پڑھینگے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ خدا کا حکم صرف یہی نہیں ہے کہ آپ خود اللہ کے مطیع و فرمانبردار بندے بنیں، بلکہ ساتھ ساتھ یہ حکم بھی ہے کہ دنیا کو خدا کا مطیع و فرمانبردار بنائیں۔ دنیا میں خدا کے قانون کو پھیلائیں اور جاری کریں۔ شیطان کا قانون جہاں جہاں چل رہا ہو اسکو مٹادیں، اور اسکی جگہ اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے قانون کی حکومت قائم کریں۔ یہ زبردست خدمت جو اللہ نے آپکے سپرد کی ہے، اسکو ایک اکیلا مسلمان انجام نہیں دے سکتا۔ اور اگر کروروں مسلمان بھی ہوں، مگر الگ الگ رہ کر کوشش کریں تب بھی وہ شیطان کے بندوں کی منظم طاقت کو نیچا نہیں دکھا سکتے۔ اسکے لیے بھی ضرورت ہے کہ مسلمان ایک جتھا بنیں، ایک دوسرے کے مددگار ہوں، ایک دوسرے کی پشت پناہ بن جائیں، اور سب مل کر ایک ہی مقصد کے لیے

جدوجہد کریں۔

پھر زیادہ گہری نظر سے جب آپ دیکھینگے تو یہ بات آپ پر کھلیگی کہ اتنے بڑے مقصد کے لیے فقط مسلمانوں کا مل جانا ہی کافی نہیں ہے، بلکہ اسکی بھی ضرورت ہے کہ یہ ملنا بالکل صحیح طریق پر ہو یعنی مسلمانوں کی جماعت اس طرح بنے کہ ایک دوسرے کے ساتھ انکے تعلقات ٹھیک ٹھیک جیسے ہونے چاہییں ویسے ہی ہوں۔ انکے آپس کے تعلق میں کوئی خرابی نہ رہنے پائے۔ ان میں پوری یک جہتی ہو۔ وہ ایک سردار کی اطاعت کریں۔ اسکے حکم پر حرکت کرنیکی عادت ان میں پیدا ہو، اور وہ یہ بھی سمجھ لیں کہ اپنے سردار کی فرمانبرداری انہیں کس طرح اور کہاں تک کرنی چاہیے، اور نافرمانی کے مواقع کونسے ہیں۔

ان سب باتوں کو نظر میں رکھ کر دیکھیے کہ نماز با جماعت کس طرح یہ سارے کام کرتی ہے۔

حکم ہے کہ اذان کی آواز سن کر اپنے اپنے کام چھوڑو اور مسجد کی طرف آجاؤ۔ یہ طلبی کی پکار سُن کر ہر طرف سے مسلمانوں کا اُٹھنا اور ایک مرکز پر جمع ہو جانا انکے اندر وہی کیفیت پیدا کرتا ہے جو فوج کی ہوتی ہے۔ فوجی سپاہی جہاں جہاں بھی ہوں، بگل کی آواز سنتے ہی سمجھ لیتے ہیں کہ ہمارا کمانڈر بلا رہا ہے۔ اس طلبی پر سب کے دل میں ایک ہی کیفیت پیدا ہوتی ہے، یعنی کمانڈر کے حکم کی پیروی کا خیال۔ اور اس خیال کے مطابق سب ایک ہی کام کرتے ہیں، یعنی اپنی اپنی جگہ سے اس آواز پر دوڑ پڑتے ہیں اور ہر طرف سے سمٹ کر ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں۔ فوج میں یہ طریقہ کس لیے اختیار کیا گیا ہے؟ اسی لیے کہ اول تو ہر ہر سپاہی میں الگ الگ حکم ماننے اور اس پر مستعدی کے ساتھ عمل کرنے کی خصلت اور عادت پیدا ہو، اور پھر ساتھ ہی ساتھ ایسے تمام فرمانبردار سپاہی مل کر ایک گروہ، ایک جتھا، ایک ٹیم بھی بن جائیں اور ان میں یہ عادت بھی پیدا ہو جائے کہ کمانڈر کے حکم پر ایک ہی وقت میں ایک جگہ سب جمع ہو جایا کریں، تاکہ جب کوئی مہم پیش آئے تو ساری فوج ایک آواز پر ایک مقصد کے لیے اکٹھی ہو کر کام کر سکے۔ ایسا نہ ہو کہ سارے سپاہی اپنی اپنی جگہ تو بڑے تیس مار خاں ہوں مگر

کام کے موقع پر جمع ہو کر نہ لڑ سکیں، بلکہ ہر ایک اپنی مرضی کے مطابق جدھر چاہے چلا جائے۔ ایسی حالت اگر کسی فوج کی ہو تو اسکے ہزار بہادر سپاہیوں کو غنیم کے پچاس سپاہیوں کا ایک دستہ الگ الگ پکڑ کے ختم کر سکتا ہے۔ بس اسی اصول پر مسلمانوں کے لیے بھی یہ قاعدہ مقرر کیا گیا ہے کہ جو مسلمان جہاں اذان کی آواز سنے، سب کام چھوڑ کر اپنے قریب کی مسجد کا رخ کرے، تا کہ سب مسلمان مل کر اللہ کی فوج بن جائیں۔ اس اجتماع کی مشق انکو روزانہ پانچ وقت کرائی جاتی ہے۔ کیونکہ دنیا کی ساری فوجوں سے بڑھ کر سخت ڈیوٹی اس خدائی فوج کی ہے۔ دوسری فوجوں کے لیے تو مدتوں میں کبھی ایک مہم پیش آتی ہے اور اُسکی خاطر انکو یہ ساری فوجی مشقیں کرائی جاتی ہیں۔ مگر اس خدائی فوج کو ہر وقت شیطانی طاقتوں کے ساتھ لڑنا ہے، اور ہر وقت اپنے کمانڈر کے احکام کی تعمیل کرنی ہے۔ اسلیے اسکے ساتھ یہ بھی بہت بڑی رعایت ہے کہ اسے روزانہ صرف پانچ مرتبہ خدائی بگل کی آواز پر دوڑنے اور خدائی چھاؤنی، یعنی مسجد میں جمع ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔

یہ تو محض اذان کا فائدہ تھا۔ اب آپ مسجد میں جمع ہوتے ہیں، اور صرف اس جمع ہونے میں بے شمار فائدے ہیں۔ یہاں جو آپ جمع ہوئے تو آپ نے ایک دوسرے کو دیکھا، پہچانا، ایک دوسرے سے واقف ہوئے۔ یہ دیکھنا، پہچاننا، واقف ہونا، کس حیثیت سے ہے؟ اس حیثیت سے کہ آپ سب ایک خدا کے بندے ہیں۔ ایک رسول کے پیرو ہیں۔ ایک کتاب کے ماننے والے ہیں۔ ایک ہی مقصد آپ سب کی زندگی کا ہے۔ اسی ایک مقصد کو پورا کرنے کے لیے آپ یہاں جمع ہوئے ہیں اور اسی مقصد کو یہاں سے واپس جا کر بھی آپ کو پورا کرنا ہے۔ اس قسم کی آشنائی، اس قسم کی واقفیت آپ میں خود بخود یہ خیال پیدا کر دیتی ہے کہ آپ سب ایک قوم ہیں، ایک ہی فوج کے سپاہی ہیں، ایک دوسرے کے بھائی ہیں، دنیا میں آپ کی اغراض، آپ کے مقاصد، آپ کے نقصانات اور آپ کے فوائد سب مشترک ہیں، اور آپ کی زندگیاں ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہیں۔

پھر آپ جو ایک دوسرے کو دیکھینگے تو ظاہر ہے کہ آنکھیں کھول کر ہی دیکھینگے - اور یہ دیکھنا بھی دشمن کا دشمن کو دیکھنا نہیں بلکہ دوست کا دوست کو اور بھائی کا بھائی کو دیکھنا ہوگا - اس نظر سے جب آپ دیکھینگے کہ میرا کوئی بھائی پھٹے پرانے کپڑوں میں ہے، کوئی پریشان صورت ہے، کوئی فاقہ زدہ چہرہ لیے ہوئے آیا ہے، کوئی معذور لنگڑا، لُولا یا اندھا ہے، تو خواہ مخواہ آپ کے دل میں ہمدردی پیدا ہوگی - آپ میں سے جو خوشحال ہیں وہ غریبوں اور بےکسوں پر رحم کھائینگے - جو بدحال ہیں انہیں امیروں تک پہنچنے اور ان سے اپنا حال کہنے کی ہمت پیدا ہوگی - کسی کے متعلق معلوم ہوگا کہ بیمار ہے یا کسی مصیبت میں پھنس گیا ہے اسلیے مسجد میں نہیں آیا تو اسکی عیادت کو جانے کا خیال پیدا ہوگا - کسی کے مرنے کی خبر ملی تو سب مل کر اسکے لیے نماز جنازہ پڑھینگے اور غم زدہ عزیزوں کے غم میں شریک ہونگے - یہ سب باتیں آپ کی باہمی محبت کو بڑھانے والی اور ایک دوسرے کا مددگار بنانے والی ہیں -

اسکے بعد اور ذرا غور کیجیے - یہاں جو آپ جمع ہوئے ہیں تو ایک پاک جگہ پاک مقصد کے لیے جمع ہوئے ہیں - یہ چوروں اور شرابیوں اور جوئے بازوں کا اجتماع تو نہیں ہے کہ سب کے دل میں ناپاک ارادے بھرے ہوئے ہوں - یہ تو اللہ کے بندوں کا اجتماع ہے، اللہ کی عبادت کے لیے، اللہ کے گھر میں سب اپنے خدا کے سامنے بندگی کا اقرار کرنے حاضر ہوئے ہیں - ایسے موقع پر اول تو ایماندار آدمی میں خود ہی اپنے گناہوں پر شرمندگی کا احساس ہوتا ہے - لیکن اگر اس نے کوئی گناہ اپنے دوسرے بھائی کے سامنے کیا تھا، اور وہ بھی یہاں مسجد میں موجود ہے تو محض اسکی نگاہوں کا سامنا ہوجانا ہی اسکے لیے کافی ہے کہ گناہ گار اپنے دل میں کٹ کٹ جائے - اور اگر کہیں مسلمانوں میں ایک دوسرے کو نصیحت کرنے کا جذبہ بھی موجود ہو، اور وہ جانتے ہوں کہ ہمدردی و محبت کے ساتھ ایک دوسرے کی اصلاح کس طرح کرنی چاہیے، تو یقین جانیے کہ یہ اجتماع انتہائی رحمت و برکت کا موجب ہوگا - اس طرح سب مسلمان مل کر

ایک دوسرے کی خرابیوں کو دور کرینگے، ایک دوسرے کی کمی پوری کرینگے، اور پوری جماعت نیکوں اور صالحوں کی جماعت بنتی چلی جائیگی۔

یہ صرف مسجد میں جمع ہونے کی برکتیں ہیں۔ اسکے بعد یہ دیکھیے کہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے میں کتنی برکات پوشیدہ ہیں۔ آپ سب ایک صف میں ایک دوسرے کے برابر کھڑے ہوتے ہیں۔ نہ کوئی بڑا ہے نہ چھوٹا۔ نہ کوئی اونچے درجے کا ہے نہ نیچے درجے کا۔ خدا کے دربار میں خدا کے سامنے سب ایک درجے میں ہیں۔ کسی کا ہاتھ لگنے اور کسی کے چھو جانے سے کوئی ناپاک نہیں ہوتا۔ سب پاک ہیں، اسلیے کہ سب انسان ہیں، ایک خدا کے بندے ہیں، اور ایک ہی دین کے ماننے والے ہیں۔ آپ میں خاندانوں اور قبیلوں اور ملکوں اور زبانوں کا بھی کوئی فرق نہیں۔ کوئی سید ہے، کوئی پٹھان ہے۔ کوئی راجپوت ہے۔ کوئی جاٹ ہے۔ کوئی کسی ملک کا رہنے والا ہے اور کوئی کسی ملک کا۔ کسی کی زبان کچھ ہے اور کسی کی کچھ۔ مگر سب ایک صف میں کھڑے ایک خدا کی عبادت کر رہے ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ سب ایک قوم ہیں۔ یہ حسب نسب، اور برادریوں اور قوموں کی تقسیم سب جھوٹی ہے۔ سب سے بڑا تعلق آپ کے درمیان خدا کی بندگی و عبادت کا تعلق ہے۔ اس میں جب آپ سب ایک ہیں تو پھر کسی معاملہ میں بھی کیوں الگ ہوں؟

پھر جب آپ ایک صف میں کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک فوج اپنے بادشاہ کے سامنے خدمت کے لیے کھڑی ہے۔ صف باندھ کر کھڑے ہونے اور مل کر ایک ساتھ حرکت کرنے سے آپ کے دلوں میں یکجہتی پیدا ہوتی ہے۔ آپ کو یہ مشق کرائی جاتی ہے کہ خدا کی بندگی میں اس طرح ہو جاؤ کہ سب کے ہاتھ ایک ساتھ اٹھیں اور سب کے پاؤں ایک ساتھ چلیں، گویا آپ دس یا بیس یا سو ہزار آدمی نہیں ہیں بلکہ مل کر ایک آدمی کی طرح بن گئے ہیں۔

اس جماعت اور اس صف بندی کے بعد آپ کرتے کیا ہیں۔ یک زبان ہو کر اپنے مالک

سے عرض کرتے ہیں کہ ایاك نعبد وایاك نستعین "ہم سب تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں" اهدنا الصراط المستقیم "ہم سب کو سیدھے رستے پر چلا" ربنا لك الحمد "ہمارے پروردگار تیرے ہی لیے حمد ہے" السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین "ہم سب پر سلامتی ہو اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر" پھر نماز ختم کرکے آپ سب ایک دوسرے کے لیے سلامتی اور رحمت کی دعا کرتے ہیں کہ السلام علیکم ورحمة الله۔ اسکے معنی یہ ہوئے کہ آپ سب ایک دوسرے کے خیر خواہ ہیں۔ سب مل کر ایک ہی مالک سے سب کے لیے بھلائی کی دعا کرتے ہیں۔ آپ اکیلے اکیلے نہیں ہیں۔ آپ میں سے کوئی تنہا سب کچھ اپنے لیے نہیں مانگتا۔ بلکہ ہر ایک کی یہی دعا ہے کہ سب پر خدا کا فضل ہو، سب کو ایک ہی سیدھے رستے پر چلنے کی توفیق بخشی جائے، اور سب خدا کی سلامتی میں شامل ہوں۔ اس طرح یہ نماز آپ کے دلوں کو جوڑتی ہے، آپ کے خیالات میں یکسانی پیدا کرتی ہے، اور آپ میں خیر خواہی کا تعلق پیدا کرتی ہے۔

مگر دیکھیے کہ جماعت کی نماز آپ کبھی امام کے بغیر نہیں پڑھتے۔ دو آدمی بھی مل کر پڑھینگے تو ایک امام ہوگا اور دوسرا مقتدی۔ جماعت جب کھڑی ہو جائے تو اس سے الگ ہو کر نماز پڑھنا سخت ممنوع ہے، بلکہ ایسی نماز ہوتی ہی نہیں۔ حکم ہے کہ جو آتا جائے، اسی امام کے پیچھے جماعت میں شریک ہوتا جائے۔ یہ سب چیزیں محض نماز ہی کے لیے نہیں ہیں، بلکہ ان میں دراصل آپ کو یہ سبق دیا گیا ہے کہ مسلمان کی حیثیت سے زندگی بسر کرنی ہے تو اس طرح جماعت بن کر رہو۔ تمہاری جماعت، جماعت ہی نہیں ہو سکتی جب تک کہ تمہارا کوئی امام نہ ہو۔ اور جماعت جب بن جائے تو اس سے الگ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ تمہاری زندگی مسلمان کی زندگی نہیں رہی۔

صرف اسی پر بس نہیں کیا گیا بلکہ جماعت میں امام اور مقتدیوں کا تعلق اس طور پر قائم کیا گیا

جس سے آپکو معلوم ہو جائے کہ اس چھوٹی مسجد کے باہر اُس عظیم الشان مسجد میں جس کا نام ”زمین“ ہے آپکے امام کی کیا حیثیت ہے، اسکے فرائض کیا ہیں، اسکے حقوق کیا ہیں؟ آپکو کس طرح اسکی اطاعت کرنی چاہیے اور کن باتوں میں کرنی چاہیے، اگر وہ غلطی کرے تو آپ کیا کریں، کہاں تک آپ کو غلطی میں بھی اسکی پیروی کرنی چاہیے، کہاں آپ اسکو ٹوکنے کے مجاز ہیں، کہاں آپ اس سے مطالبہ کر سکتے ہیں کہ اپنی غلطی کی اصلاح کرے، اور کس موقع پر آپ اسکو امامت سے ہٹا سکتے ہیں۔ یہ سب گویا چھوٹے پیمانے پر ایک بڑی سلطنت کو چلانے کی مشق ہے جو ہر روز پانچ مرتبہ آپ سے ہر چھوٹی سے چھوٹی مسجد میں کرائی جاتی ہے۔

یہاں اتنا موقع نہیں کہ میں ان ساری تفصیلات کو بیان کروں مگر چند موٹی موٹی باتیں بیان کرتا ہوں۔

حکم ہے کہ امام ایسے شخص کو بنایا جائے جو پرہیزگار ہو، علم میں زیادہ ہو، قرآن زیادہ جانتا ہو، اور سن رسیدہ بھی ہو۔ حدیث میں ترتیب بھی بتادی گئی ہے کہ ان صفات میں کون سی صفت کس صفت پر مقدم ہے۔ یہیں سے یہ تعلیم بھی دیدی گئی کہ سردار قوم کے انتخاب میں کن باتوں کا لحاظ کرنا چاہیے۔

حکم ہے کہ امام ایسا شخص نہ ہو جس سے جماعت کی اکثریت ناراض ہو۔ یوں تو تھوڑے بہت مخالف کس کے نہیں ہوتے۔ لیکن اگر جماعت میں زیادہ تر آدمی کسی شخص سے نفرت رکھتے ہوں تو اسے امام نہ بنایا جائے۔ یہاں پھر سردار قوم کے انتخاب کا ایک قاعدہ بتادیا گیا۔

حکم ہے کہ جو شخص جماعت کا امام بنایا جائے وہ نماز ایسی پڑھائے کہ جماعت کے ضعیف ترین آدمی کو بھی تکلیف نہ ہو۔ محض جوان، مضبوط، تندرست اور فرصت والے آدمیوں کو ہی پیش نظر رکھ کر لمبی لمبی قرآت اور لمبے لمبے رکوع اور سجدے نہ کرنے لگے، بلکہ یہ بھی دیکھے کہ جماعت میں بوڑھے بھی